ہلال تاجی

ترجمہ ۔ محمد راشد اصلاحی

زمخشریؒ ــــ حیات و خدمات

اقلیم خوارزم سابق سوویت یونین کی دو جمہوریاؤں ''ازبکستان اور ترکمانستان'' کے درمیان واقع ہے۔ قرون وسطی کے اوائل میں ''جرجانیہ'' اور ''کاث''، خوارزم کے دو مشہور شہر تھے۔ ''جرجانیہ'' دریائے جیحون کے غربی جانب فارس میں تھا اور ''کاث'' اس کے مشرقی جانب ترکی میں واقع تھا۔ جرجانیہ ایک بڑے دریا کے مغرب میں، جس میں کشتیاں چلا کرتی تھیں اور جو جیحون سے نکل کر اس کے محاذی بہتا تھا۔ کسی قدر بلندی پر واقع تھا۔ پانچویں صدی ہجری کے اوائل میں ''کاث'' کے زوال پذیر ہونے کے بعد جرجانیہ کو اقلیم خوارزم کے سب سے اہم شہر ہونے کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ اور یہ عرف عام میں مدینۃ خوارزم کے نام سے معروف ہو گیا۔ [1] اہل جرجان نفیس اور عمدہ کاریگری کے لیے مشہور تھے۔ اسی طرح یہاں کا خربوزہ بہت مشہور تھا اور ایسی حلاوت اور لذت کسی اور جگہ کے خربوزوں میں نہیں پائی جاتی تھی۔ خوارزم بہت زرخیز علاقہ تھا اور یہاں بنیادی طور پر اون، روئی، میوے، غلے اور کھانے کی اشیاء کی تجارت ہوتی تھی اور جرجانیہ کے بازاروں میں مختلف قسم کی قیمتی اور مشہور پوستیں بھی فروخت ہوتی تھی۔ [2]

زمخشر جس کی طرف زمخشری کی نسبت ہے ایک چھوٹا سا قصبہ تھا جو نوزوار اور جرجانیہ کے درمیان واقع تھا۔ [3] المقدسی نے اس کا ذکر ان لفظوں میں کیا ہے ''وہاں ایک قلعہ ہے جس کے چاروں طرف خندق ہے ایک قیدخانہ اور مضبوط آہنی دروازے ہیں۔ پلوں کو رات کو اٹھا دیا جاتا تھا۔ بیچ شہر سے ایک سڑک گزرتی ہے اور بازار کے راستے میں ایک خوب صورت جامع مسجد ہے۔'' [4]

زمخشری نے اپنے گاؤں سے متعلق ایک لطیفہ نقل کیا ہے کہتے ہیں کہ زمخشر کے نواح سے ایک اعرابی کا گزر ہوا تو اس نے اس بستی اور اس کے سردار کا نام پوچھا۔ بتایا گیا کہ بستی کا نام زمخشر اور سردار کا نام رداد ہے یہ سن کر

---

[1] سترنج۔ بلدان الخلافۃ الشرقیۃ۔ ترجمہ: بشیر فرنسیس و کورکیس عواد، مطبع بغداد ۱۹۵۴ء ص ۴۸۹-۹۱۔

[2] ایضاً ص ۵۰۲۔ [3] ایضاً ص ۴۹۷۔

[4] المقدسی۔ احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم۔ مطبع لیڈن ۱۹۰۶ء ص ۲۸۹۔

اعرابی نے کہا کہ شر اور ردسے کسی خیر کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اور اس کے قریب نہیں گیا۔ [۴]

ولادت، نام، کنیت اور لقب

جار اللہ ابو القاسم محمود بن عمر بن محمد خوارزمی زمخشری ۲۷ رجب ۴۶۷ھ بروز بدھ زمخشر میں پیدا ہوئے، [۵] علامہ سیوطی نے ان کا سن ولادت ۴۹۷ھ ذکر کیا ہے جو غلط فہمی پر مبنی ہے۔ [۷] ان کے دادا اور پردادا کے نام کے باب میں مورخین کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ چنانچہ یاقوت الحموی نے محمود بن عمر بن احمد لکھا ہے۔ [۸] اور سمعانی ابن خلکان اور ابن کثیر نے محمود بن عمر بن محمد بن عمر ذکر کیا ہے۔ [۹] جب کہ سیوطی نے انہیں محمود بن عمر بن محمد بن احمد بتلایا ہے۔ [۱۰] ان کی کنیت ابو القاسم ہے اور مکہ مکرمہ میں ایک عرصہ تک مقیم رہنے کی وجہ سے "جار اللہ" ان کے لیے بطور لقب استعمال ہونے لگا۔ [۱۱] زمخشری کی نشو و نما مشہور وزیر نظام الملک کے عہد میں ہوئی جس کا عہدِ وزارت علوم و فنون کی ترقی کا عہد زریں ہے اور جس کے در پر علماء و فضلاء کا جمگھٹ لگا رہتا تھا۔ [۱۲] اسی علم دوست اور علم پرور وزیر کے عہد میں زمخشری نے اپنے والد کے زیر سایہ نشو و نما پائی جو خود بھی ایک دیندار اور متقی، عالم اور ادیب تھے اور گوشہ نشینی کی زندگی گزارتے تھے۔ [۱۳]

شیوخ

زمخشری نے کمسنی ہی میں طلب علم میں رخت سفر باندھا اور نحو و ادب کا علم انہوں نے ابو مضر محمود بن جریر الضبی الاصبہانی اور ابو علی حسن بن مظفر نیسا پوری سے حاصل کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے

---

[۵] یاقوت الحموی ، معجم البلدان، مطبع لایبسک ۱۸۶۷ء ۹۴۱/۲ ، والزبیدی محمد مرتضی تاج العروس ۲۴۲/۳ ۔ واحمد بن محمد المقری ۔ ازھار الریاض فی اخبار عیاض ۲۹۲/۳ ۔ القاھرہ ۱۳۶۱ھ ۔

[۶] السمعانی ۔ الانساب ص۲۷۸ لندن ۱۹۱۲ء والانباری ۔ نزھۃ الالباء ص۲۹۳ ۔ القاھرہ ۔ دار نھضۃ مصر و یاقوت الحموی ۔ ارشاد الادیب ۱۴۷/۷ ، ابن خلکان ۔ وفیات الاعیان ۱۷۳/۵ ۔ بیروت ، الذھبی! المختصر فی اخبار البشر ۱۶/۳ ، قاسم بن قطلوبغا ۔ تاج التراجم ص۷۲ بغداد ۱۹۶۲ء ، ابن العماد الحنبلی ۔ شذرات الذھب ۱۲۱/۴ ، بیروت [۷] جلال الدین السیوطی ۔ بغیۃ الوعاۃ ۲۷۹/۲ ۔ القاھرہ ۱۳۸۴ھ [۸] الارشاد ۱۴۷/۷

[۹] الانساب ص۱۷۷ ، وفیات الاعیان ۱۶۸/۵ ، ابن کثیر ۔ البدایۃ والنھایۃ ۲۱۹/۱۲ ۔ مکتبۃ المعارف و مکتبۃ النصر ۱۹۶۶ء [۱۰] بغیۃ الوعاۃ ۲۷۹/۲

[۱۱] تاج العروس ۲۴۲/۳ ۔ بیروت

[۱۲] عماد الدین الاصفھانی ۔ تاریخ دولۃ آل سلجوق ص۵۹ ۔ بیروت ۱۹۷۸ء

[۱۳] زمخشری کے والد کے اوصاف کے لیے دیکھئے ان کے دیوان کا مخطوطہ ص۷۱ ۔ ۷۲ ۔

شیخ الاسلام ابومنصور نصر الحارثی اور ابوسعد الشقانی سے حدیث کی سماعت کی ۔ [۴] ۵۰۰ھ سے قبل وہ بغداد آئے اور وہاں ابوالخطاب نصر بن البطر سے بھی حدیث کی سماعت کی ۔ [۵] وہاں سے حجاز مقدس کا رخ کیا جہاں وہ ایک عرصہ تک جوار بیت اللہ میں مقیم رہے اور افادہ و استفادہ کا شغل جاری رکھا ۔ [۶] فقہ کا علم انہوں نے شیخ سدید الخیاطی سے حاصل کیا ۔ [۷]

زمخشری نے بڑی عمر میں بھی اپنے بعض ہم عصروں تک سے علم حاصل کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کیا ۔ چنانچہ ماخذ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مکہ مکرمہ میں عبداللہ بن طلحۃ الیابری الاندلسی متوفی ۵۱۸ھ سے سیبویہ کی "الکتاب" پڑھی [۸] اور ابوبکر محمد بن عمر بن عبدالعزیز سے حدیث روایت کی ۔ [۹] القفطی نے ابوالیمن زید بن الحسن کندی سے نقل کیا ہے کہ جب زمخشری ۵۳۳ہ ہجری میں بغداد آئے تو اس نے انہیں اپنے شیخ ابومنصور بن الجوالیقی و ۴۶۶ھ ۵۴۰ھ) کے پاس دوبارہ اس کیفیت میں دیکھا کہ وہ ان کے سامنے لغت کی بعض کتابوں کے ابتدائی حصے اس نیت سے پڑھ رہے تھے کہ ان سے روایت کی اجازت حاصل کریں ۔ [۲۰] چنانچہ جوالیقی کا شمار بھی زمخشری کے شیوخ میں ہوتا ہے ۔ ابن خلکان کو البتہ ان کے شیخ ابومضر کے نام میں مغالطہ ہوا اور انہوں نے ان کا نام منصور لکھا ہے ۔ [۲۱] جب کہ صحیح وہی ہے جو ہم اوپر نقل کر آئے ہیں ۔ اسی طرح زبیدی کو بھی زمخشری کے شیخ ابومنصور نصر الحارثی کے نام کے باب میں دھوکہ ہوا ہے چنانچہ انہوں نے ان کا نام ابن المنصور الحارثی لکھا ہے ۔ [۲۲] صحیح بات وہی ہے جو ہم نے ذکر کی ہے ۔

سوانحی خاکہ جب زمخشری طلب علم کی عمر کو پہنچے تو بخارا کے لیے رخت سفر باندھا لیکن راستے میں سواری سے گرنے کے باعث ان کا ایک پیر ٹوٹ گیا اور زخم کے بگڑ جانے

---

[۴] ارشاد الاریب ۷/۱۴۷، والبغیۃ الوعاۃ ۲/۲۷۹، ویاقوت الحموی ۔ معجم الادباء ۹/۱۹۰ ۔ ۱۹۱

[۵] السیوطی ۔ طبقات المفسرین ص۴۱ ۔ لیدن ۱۸۳۹ء، الداؤدی، طبقات المفسرین ۲/۳۱۵ القاہرہ ۱۳۹۲ھ

[۶] محمد بن احمد الحسنی ۔ العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین ۷/۱۳۸ ۔ القاہرہ ۱۹۶۷ء

[۷] طاش کبری زادہ ۔ مفتاح السعادۃ ۲/۱۰۰ القاہرۃ ۔ دار الکتب الحدیثۃ ۔

[۸] محمد یعقوب فیروز آبادی ۔ البلغۃ فی تاریخ ائمۃ اللغۃ ص۲۵۷ دمشق ۱۳۹۲ھ و ازھار الریاض ۳/۷۷ [۹] العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین ۷/۱۵۰

[۲۰] علی بن یوسف القفطی ۔ انباہ الرواۃ علی انباء النحاۃ ۳/۲۷۰ ۔ القاہرہ ۱۳۷۴ھ

[۲۱] وفیات الاعیان ۵/۱۶۸، و ۵/۱۷۲ ۔ [۲۲] تاج العروس ۳/۲۴۲

کی وجہ سے اسے کٹوانا پڑا۔[23] بغداد میں فقیہ احمد بن علی الدامغانی نے زمخشری سے جب پیر کے کٹنے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ والدہ کی بد دعا کا نتیجہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ بچپن میں میں نے ایک چڑیا کے پیر میں دھاگا باندھ کر پکڑ رکھا تھا اتفاق سے وہ میرے ہاتھ سے نکل کر ایک سوراخ میں جا گھسی جب میں نے اسے کھینچا تو اس کا پیر ٹوٹ کر دھاگے کے ساتھ آگیا۔ اس سے میری والدہ کو بہت دکھ ہوا اور انہوں نے میرا پیر ٹوٹ جانے کی بد دعا دی۔[24]

ماٰخذ میں ان کے پیر کٹنے کے ایک اور سبب کا بھی ذکر ملتا ہے اور وہ یہ کہ خوارزم کے علاقہ میں ایک سفر کے دوران ان کو شدید برفباری اور سردی نے آلیا جس کے باعث ایک ٹانگ جاتی رہی۔[25] اور یہ واقعہ ہے کہ خوارزم کے علاقہ میں عام طور پر بہت سخت ٹھنڈک پڑتی ہے۔ اس خیال کی مزید تائید ابن خلکان کے اس قول سے ہوتی ہے "برف اور ٹھنڈھ کے سبب ان علاقوں میں خصوصاً خوارزم میں اعضاء اس حد تک متاثر ہوتے ہیں کہ اکثر کٹ کر گر جاتے ہیں۔ خود میں نے بہت سے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے اعضاء اسی باعث کٹے ہوتے تھے۔ چنانچہ اگر کسی کے مشاہدہ میں یہ بات نہ آئی ہو تو اسے مستبعد نہیں سمجھنا چاہیئے۔[26]

اس طرح زمخشری ایک پیر سے معذور ہو جانے کے بعد لکڑی کا ایک مصنوعی پیر استعمال کرنے لگے اور چلتے وقت اس کو کپڑے سے اچھی طرح ڈھانکے رہتے تھے۔ جس سے دیکھنے والے کو یہ خیال ہوتا تھا کہ وہ لنگڑے ہیں۔[27]

کہا جاتا ہے[28] کہ ان کے والد زمخشر میں مسجد کے امام تھے۔ زمخشری کی معذوری کی بنا پر انہیں درزی کا کام سکھانا چاہتے تھے۔ انہوں نے اپنے والد سے کہا کہ مجھے شہر پہنچا کر وہیں چھوڑ دیجئے۔ چنانچہ انہوں نے زمخشری کو شہر پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوش بختی سے نوازا اور رزق کی طرف سے ان کو بے فکر کر دیا۔ اپنی اسی مجبوری کی طرف زمخشری نے اپنے درج ذیل قول میں اشارہ کیا ہے۔ "کم رأیت من أعرج فی درج المعالی اعرج ومن صحیح القدم لیس لہ فی الخیر القدم"[29]

---

[23] انباہ الرواۃ علی أنباء النحاۃ ۳/۲۶۸، بغیۃ الوعاۃ ۲/۲۸۰، ارشاد الادیب ۷/۱۴۷

[24] انباہ الرواۃ ۳/۲۶۸۔ وارشاد الادیب ۷/۱۴۷۔

[25] وفیات الاعیان ۵/۱۶۹۔ [26] ایضاً ۵/۱۶۹

[27] مفتاح السعادۃ ۲/۹۹۔ [28] ایضاً ۲/۱۰۰

[29] الزمخشری۔ لنوابغ الکلم ص۱۱۔ القاہرۃ۔ مرتبہ عبد الحمید الحنفی۔

بعنی میں نے بہت سے ایسے معذور دیکھے جو عظمت کی بلندیوں کو جا لیتے ہیں اور بہت سے پاؤں کے تندرست ایسے ہیں جن کا بھلائی میں کوئی حصہ نہیں۔"

زمخشری نے اپنی پوری زندگی تجرد میں بسر کی اور شادی بیاہ اور آل اولاد کے بکھیڑوں سے کنارہ کش رہے۔ ہمارے بعض معاصرین کا خیال ہے کہ محبت میں ناکامی اور جسمانی نقص کا احساس ان کے اس قنوطی نقطہ نظر کے ذمہ دار ہیں۔ [۳۰]

زمخشری اپنے والد، والدہ، ماموں اور اپنے استاذ ضبی کی وفات کے صدموں سے یکے بعد دیگرے دوچار ہوئے۔ انہوں نے ان کا بہت کچھ غم منایا اور ان کے مرثیے لکھے خصوصاً اپنے شیخ اور استاد کی موت کا ان پر بہت گہرا اثر پڑا اور اس نے ان کی زندگی کو شدید غم کے سانچے میں ڈھال دیا تھا۔ وہ خوارزم میں مقیم رہے اور لوگ دور دراز سے سفر کر کے وہاں آتے اور وہاں آنے والوں کا جمگھٹ لگا رہتا۔ [۳۱] علم وفضل کے بلند مقام پر فائز ہونے کے باوجود وہ سمجھتے تھے کہ وہ ناقدری کا شکار ہیں کیونکہ جاہ ومنصب اور مال ومتاع سے محروم تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے بعض اشعار میں اپنے ان احساسات کا اظہار بھی کیا ہے۔ مثلاً وہ کہتے ہیں۔ [۳۲]

وماحق مثلی ان یکون مضیعا — وقد عظمت عند الوریٰ رسائلی
ولم أدر أن الأرذلین یرون ما — تمنوا وانی لست احظی بطائل

زمخشری نے جب دیکھا کہ عیش وخوشحالی تو جاہلوں کا مقدر ہے اور اصحابِ علم کی قسمت میں محض ابتلا وآزمائش ہے تو انہوں نے اپنے اس احساس کو شعر کے قالب میں ڈھال دیا۔ [۳۳]

أشکو الی اللہ جفوۃ الزمن — ودولۃ ما تزال تظلمنی
تؤثر جھالھا بنعمتھا — وتقصد الفاضلین بالمحن
قلبی لہ یعرف السرور — وما عرف قلبی بشدۃ الحزن

زمخشری نے جاہ ومنصب کے حصول کے لیے نظام الملک، اس کے بیٹے مؤید الملک اور بعض سلجوقی

---

۳۰ بهيجة حسنى۔ الزمخشری شاعراً ص ۴-۵ طبع بغداد ۱۹۷۵ء

۳۱ انباہ الرواۃ علی انباء النحاۃ ۳/ ۲۶۶۔

۳۲ دیوان الزمخشری ص ۹۵۔ اس کی ایک کاپی المجمع العلمی العراقی کی لائبریری ہے جس کا نمبر ۶۷ ہے۔ ۳۳ ایضاً ص ۱۱۳

سلاطین اور امراء کی مدح میں قصیدے بھی لکھے۔ لیکن اس سے بھی انہیں اپنی خواہش کی تکمیل میں کامیابی نصیب نہ ہوئی تو انہوں نے وطن عزیز ہی کو خیر باد کہہ دیا۔

زمخشری جب حج کے لیے جاتے ہوئے بغداد پہنچے تو شریف ابو السعادات ہبتہ اللہ بن الشجری ان کو ملے اور ان کو خوش آمدید کہا اور جب بیٹھ گئے تو یہ شعر پڑھا۔

كانت مسائلة الركبان تخبرني — عن احمد بن داؤد اطيب الخبر

حتى التقينا فلا والله ما سمعت — اذني باحسن مما قد رأى بصري

واستكبر الاخبار قبل لقاءه — فلما التقينا صغر الخبر الخبر

اور زمخشری کی بہت کچھ تعریف و توصیف کی۔ جب الشریف کی بات پوری ہوگئی تو زمخشری نے اپنے امتنان و تشکر کا اظہار کیا۔ بہت تعظیم و توقیر کی اور بہت خاکساری کا مظاہرہ کیا۔ اور کہا "زید الخیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب آپؐ کو دیکھا تو بآواز بلند کلمہ شہادت پڑھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اے زید الخیل ہر شخص کو میں نے اس سے کم تر پایا جتنا اس کے بارے میں مجھ کو بتایا گیا تھا۔ سوائے تمھارے کہ تم اس سے زیادہ ہو جتنا تمھارے بارے میں مجھ کو بتایا گیا"۔ یہی حال شریف کا بھی ہے چنانچہ زمخشری نے ان کی تعریف کی اور انہیں دعائیں دی۔ حاضرین کو دونوں کی باتوں پر تعجب ہوا۔ اس لیئے کہ حدیث الشریف کے حال کے بالکل مطابق تھی اور شعر زمخشری کے حالات کے عین مناسب ر[۳۴]

۵۱۲ھ میں زمخشری ایک مہلک مرض میں مبتلا ہوئے اس وقت انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ اگر وہ اس شدید بیماری سے شفایاب ہوگئے تو آئندہ نہ کبھی کسی سلطان کے دربار میں حاضری دیں گے اور نہ اس کی مدح سرائی کریں گے اور نہ کبھی اس کے تحفے تحائف قبول کریں گے بلکہ کامل توکل علی اللہ کے ساتھ عبادت و ریاضت کریں گے اور قرآن، حدیث اور فقہ جیسے مفید علوم کی درس و تدریس میں وقت گزاریں گے۔[۳۵]

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبول بخشا اور وہ شفایاب ہوگئے۔ شفایاب ہونے کے بعد انہوں نے اپنے عہد کو پورا کیا اور ۵۱۶ھ ہجری میں مکہ مکرمہ کا قصد کیا تاکہ فریضہ حج ادا کریں اور باقی عمر بھی جوار بیت اللہ میں بسر کریں۔

مکہ مکرمہ پہنچ کر زمخشری نے مسافرت کی زندگی کو خیر باد کہا اور وہاں مستقل سکونت اختیار کرلی اور وہاں

۳۴؎ عبدالرحمن الانباری۔ نزهة الالباء ص ۳۹۲۔ القاهره۔ دار نهضة۔ مصر۔ ارشاد الاريب ۱۲۷/۷-۱۲۸۔ ۳۵؎ دیکھیے مقدمہ "المقامات" للزمخشری۔ مصر ۱۳۱۲ھ۔

کی ایک اہم شخصیت شریف امیر علی بن عیسیٰ بن حمزہ الحسنی، جو ابن وہاس کے نام سے مشہور ہیں سے ان کے تعلقات استوار ہو گئے ۔ وہ خود بھی ایک اچھے ادیب اور شاعر تھے ۔ انہوں نے زمخشری کی اس حد تک قدر افزائی کی کہ پچھلے دنوں کی یاد ان کے دل سے جاتی رہی ۔ اس خصوصی تعلق کی بازگشت دو چیزوں میں ظاہر ہوئی ایک تو یہ کہ زمخشری نے اپنی متعدد کتابوں کا انتساب ابن وہاس کے نام کیا ۔ دوسرے ایک دوسرے کے لیے گہرا اور پاکیزہ تعلق خاطر جو ان کے اشعار کے اندر رچا بسا ہوا ہے ۔ دونوں ہی نے اپنے اشعار میں ایک دوسرے کے محاسن کی خوب نغمہ سرائی کی ہے ۔ [۳۶]

قیام مکہ مکرمہ کے دوران زمخشری نے اپنے آپ کو اپنی بہترین تصنیفات کے لیے یکسو کر لیا ۔ اس کے علاوہ درس و تدریس کا شغل اختیار کیا ۔ نتیجۃً عالم اسلام کے گوشے گوشے سے طالبان علم ان سے استفادہ کے لیے وہاں کا رخ کرنے لگے ۔ ان کی علمی شہرت کے پھیل جانے کے بعد بہت سے اہل علم نے بھی ان سے اجازت چاہی ۔ بعض کو تو انہوں نے اجازت دیدی اور بعض کو اجازت نہیں دی ۔ ماخذ سے واضح ہے کہ قاضی عیاض نے زمخشری سے اجازت چاہی لیکن انہوں نے انہیں اجازت نہیں دی ۔ [۳۷] اسی طرح حافظ ابو الطاہر احمد بن محمد السلفی نے ان سے دو مرتبہ اجازت چاہی انہوں نے دوسری مرتبہ اجازت دیدی [۳۸]

جوار بیت اللہ میں زمخشری کو مادی اور روحانی سکون میسر ہوا ۔ تحقیق و تصنیف کے لیے یکسوئی ملی ۔ تشنگان علم کا ان کے گرد جمگھٹا لگا رہتا تھا جو دور دراز سے ان کے پاس علم کی پیاس بجھانے آتے تھے ۔ اور انہیں سر آنکھوں پر بٹھاتے تھے ۔ اس کے باوجود وطن کی یاد ان کے دل میں چٹکیاں لیتی رہتی تھی یہاں تک کہ وہ اس کے ہاتھوں مکہ مکرمہ چھوڑنے پر مجبور ہو گئے گو کہ انہیں جلد اس پر شدید ندامت کا احساس ہوا جس کا انعکاس ان کے اشعار میں پایا جاتا ہے ۔ مندرجہ ذیل اشعار میں اسی ندامت کا احساس جھلکتا ہے ۔ [۳۹]

هو النفس الصعاد عن كبد حرى	إلى أن أرى أم القرى مرة أخرى
سريت بشخصي لا بنفسي وهمتي	وهيهات ما للاخشبين وللمسرى

---

۳۶ قصیدہ کے لیے دیکھئے زمخشری کا دیوان ، ص ۷۷ ۔ ۸۰

۳۷ احمد بن محمد المقری ۔ ازھار الریاض فی اخبار عیاض ۲/ ۲۸۲ ۔ القاھرہ ۱۳۶۱ھ

۳۸ دیکھئے : مجلۃ المجمع العلمی العراقی ۔ ۲۳/ ۱۵۷ ۔ ۱۹۵

۳۹ ازھار الریاض ۲/ ۲۹۴

مقیهان عندالبیت ما ذر شارق　　منیخان بالبطحاء ما ذکت الشعری

اسی زمانے میں زمخشری پر تصوف کا رنگ غالب آگیا۔ اس کے زیر اثر انہوں نے اپنی تمام کتابیں امام ابوحنیفہؒ کے مزار پر وقف کردیں اور کتاب اللہ کے علاوہ ان کے پاس کچھ باقی نہ رہا تاکہ کوئی شغلہ اس پر غور وخوض کی راہ میں حارج نہ ہو سکے۔ پھر ان پر قناعت کا رنگ ایسا چڑھا جس کی سرحدیں مایوسی سے جا ملتی ہیں۔ پھر انہوں نے مکہ مکرمہ کا رخ کیا تاکہ حرم کی پناہ میں زندگی کے باقی ایام گزار سکیں اور داعیٔ اجل کے انتظار میں زہاد کی بود وباش اختیار کر لی [40] ماخذ سے پتہ چلتا ہے کہ زمخشری ایک بار پھر خوارزم واپس آئے جہاں شب عرفہ ۵۳۸ھ کو کاتج میں وقت موعود آپہنچا۔ [41] یہ کاتج خوارزم کے بڑے اور اہم شہروں میں سے ہے۔ جیحون کے کنارے واقع ہے۔ [42] اور عربی میں اسے جرجانیہ کہتے ہیں۔ بعض فضلاء نے ان کی یاد میں مرثیے لکھے۔ [42] زمخشری نے وصیت کی تھی کہ ان کی لوحِ مزار پر یہ اشعار لکھ دیئے جائیں۔ [43]

الٰہی قد اصبحت ضیفک فی الثری　　وللضیف حق عند کل کریم

فہب لی ذنوبی فی قرای فانہا　　عظیم ولا یقری بغیر عظیم

زمخشری کے تلامذہ زمخشری علامۃ العصر تھے چنانچہ ان کے تلامذہ اور ان سے اخذ واستفادہ کرنے والوں کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ قفطی نے لکھا ہے کہ زمخشری جس شہر میں بھی داخل ہوتے لوگ ان کے گرد جمع ہو جاتے اور ان سے استفادہ کرتے [45] اب اگر یہ ممکن نہیں کہ سب کا ذکر کیا جائے تو بہتوں کے ذکر سے صرف نظر بھی ممکن نہیں۔ چنانچہ ان کے تلامذہ میں بعض حسب ذیل ہیں۔

۱۔ زینب بنت عبدالرحمٰن الشعری، یہ ابن خلکان اور ان کے استاد ابن النجار کی استاد تھیں۔ [46]

---

[40] ایضاً ۳/۲۸۴، ۲۸۵ ومجلۃ المجمع العلمی العراقی ۲۳/۱۷۸۔۱۷۹

[41] نزھۃ الادباء ص ۳۹۳، ارشاد الادیب ۷/۱۴۸ وفیات الاعیان ۵/۱۷۳، تاج التراجم ص۷۲ لسان المیزان ۶/۴، بغیۃ الوعاۃ ۲/۲۸۰، تذکرۃ الحفاظ ص۱۲۸۳، المستفاد ص۲۹۲، المنتظم ۱۰/۱۱۲، کامل ابن الاثیر ۱۱/۹۷، مرأۃ الجنان ۳/۲۶۹، البدایۃ والنہایۃ ۱۲/۲۱۹، دول الاسلام ۲/۵۶

[42] عبدالمؤمن بن عبدالحق البغدادی۔ مراصد الاطلاع ۳/۱۱۵۹۔ القاہرۃ ۱۳۷۳ھ وفیات الاعیان ۵/۱۷۴ وانباہ الرواۃ ۳/۲۶۸۔ [43] دیکھئے وفیات الاعیان ۵/۱۷۳

[44] الداؤدی۔ طبقات المفسرین ۲/۳۱۶ [45] القفطی۔ انباہ الرواۃ ۳/۲۶۶

[46] الوفیات ۵/۱۷۱ وسیر اعلام النبلاء ۲۰/۱۵۱۔۱۵۶۔

۲۔ ابو اسماعیل یعقوب بن شر بن الجندی۔ ان کے متعلق زمخشری کہتے ہیں "یہ اپنے عہد کے سب سے زیادہ صاحب فضیلت، صاحب عقل، زیرک اور ہوشیار نوجوان ہیں۔ سلطان خوارزم کے کاتب تھے لیکن بعد میں سبکدوش ہوگئے۔ عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں لکھتے ہیں اور خوب لکھتے ہیں۔ یہ ان لوگوں میں شامل ہیں جن کی تعلیم و تربیت پر میں نے خصوصی توجہ دی ہے اور علم وفضل کی بلندیوں تک ان کو پہونچایا۔ یہ میرے ترکش کا سب سے زیادہ قابل اعتماد تیر ہے"[47]

۳۔ ضیاء الدین المکی۔ انہوں نے "انموذج الزمخشری" کی شرح لکھی اور اس کا نام "کفایۃ النحو فی علم الاعراب" رکھا۔ اس کے کئی مخطوطات موجود ہیں۔ جن کا ذکر بروکلمان نے کیا ہے۔[48]

۴۔ ابوالفضل محمد بن ابی القاسم بن بایجوک البقال الخوارزمی۔ زمخشری نے انہیں کو اپنے علمی سلسلے کا جانشین مقرر کیا تھا۔ ۳۰ جمادی الاخری ۵۶۲ھ میں قریب ستر سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ حسب ذیل تصانیف کے مصنف تھے۔

"اسرار العرب وافتخار العرب"، "مفتاح التنزیل"، "تقویم اللسان فی النحو"، "الاعجاب فی الاعراب"، "البدایۃ فی المعانی والبیان"، "منازل العرب"، شرح أسماء اللّٰہ الحسنیٰ"[49]

۵۔ ابوالمؤید الموفق بن احمد المکی (۴۸۴ھ۔۵۶۸ھ) جو اخطب خوارزم کے نام سے مشہور تھے۔ اور مشہور مصنف تھے۔ اپنے شیخ زمخشری کی مدح میں انہوں نے بہت اشعار کہے تھے[50]

۶۔ امام رکن الدین محمود الاصولی اور امام ابو منصور دونوں علم تفسیر میں زمخشری کے شاگرد تھے۔[51]

۷۔ سمعانی نے لکھا ہے[52] کہ "ابوالمحاسن اسماعیل بن عبداللّٰہ الطویلی نے طبرستان میں ابوالمحاسن عبداللّٰہ بن عبداللّٰہ البزاز نے ابیورد میں، ابو عامر بن الحسن السمار نے زمخشر میں، ابو سعد احمد بن محمود نے

---

[47] ازھار الریاض ۳/۲۸۷ واستجازہ الحافظ السلفی الزمخشری ص۱۸۴ بغداد ۱۹۷۳ء۔

[48] بروکلمان۔ تاریخ الادب العربی ۵/۲۲۸، ۲۳۸

[49] بروکلمان۔ الترجمۃ العربیۃ ۵/۲۳۹ ومعجم الادباء ۱۹/۵

[50] اشعار کے لیے دیکھئے: ازہار الریاض ۳/۲۹۱

[51] مفتاح السعادۃ ۲/۱۰ [52] عبدالکریم بن محمد السمعانی۔ الانساب ص۲۷۷ مرجلیوث۔ مزید دیکھئے: سیر اعلام النبلاء ۲۰/۱۵۱۔۱۵۶۔

سمرقند میں اور فقیہ ابوالطاہر سامان بن عبدالملک نے خوارزم میں مجھ سے زمخشری سے روایت کی ہے۔

۸۔ علی بن محمد العمرانی۔ انہوں نے زمخشری سے "المحاجاۃ بالمسائل النحویۃ" پڑھی تھی، کئی عمدہ کتابوں کے مصنف تھے۔ جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

کتاب المواضع والبلدان" "کتاب تفسیر القرآن" "کتاب اشتقاق الاسماء"

۵۶۶ھ کے قریب وفات پائی۔[۵۳]

۹۔ قاضی ابوالمعالی یحییٰ بن عبدالرحمن بن علی الشیبانی۔ یہ مکہ مکرمہ میں قاضی تھے۔ انہوں نے حرم شریف میں تفسیر "الکشاف" کی روایت زمخشری سے کی ہے۔[۵۴]

۱۰۔ ابوالطاہر برکات بن ابراہیم الخشوعی کو زمخشری نے اجازت دی تھی۔[۵۵]

۱۱۔ نحو و ادب کے مشہور امام یعقوب بن علی بن محمد جعفر البلخی نے زمخشری سے استفادہ کیا اور بہت دنوں ان کا فیض صحبت اٹھایا۔[۵۶]

۱۲۔ جن لوگوں نے زمخشری سے اجازت طلب کی ان میں محمد بن عبدالملک البلخی بھی شامل ہیں، جو رشیدالدین الوطواط سے زیادہ مشہور ہیں۔ اپنے زمانے میں نظم و نثر دونوں کے امام سمجھے جاتے تھے کئی کتابوں کے مصنف تھے جن میں "حدائق السحر فی دقائق الشعر" شامل ہے۔[۵۷]

زمخشری کا مسلک ماخذ اس امر پر متفق ہیں کہ زمخشری مسلکاً معتزلی تھے اور وہ اس کا برملا اعلان کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی تفسیر میں مسلک اعتزال کو کھل کر بیان کیا ہے اس سلسلہ میں وہ مناظرہ تک کرنے سے گریز نہیں کرتے تھے۔[۵۸] زمخشری نے مسلک اعتزال اپنے شیخ ابو مضر محمود بن جریر الضبی کے زیر اثر قبول کیا۔ یہ بہت دنوں تک خوارزم میں مقیم رہے۔ وہاں بہت سے لوگوں نے ان سے استفادہ کیا اور ان کی سرپرستی میں اہل علم کی ایک بڑی جماعت تیار ہوئی۔ خوارزم میں مسلک اعتزال کی اشاعت انہیں کے ذریعہ ہوئی۔ ان کی علمی جلالت کی وجہ سے بڑی تعداد میں لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے اور ان کے زیر اثر یہ مسلک اختیار کیا۔ انہیں میں زمخشری بھی شامل ہیں۔

---

۵۳ معجم الادباء ۱۵/۶۱ ۵۴ العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین ۷/۱۳۸۔

۵۵ ایضاً ۷/۱۳۹ ۵۶ معجم الادباء ۲۰/۵۵

۵۷ ایضاً ۱۹/۲۹ ۵۸ ارشاد الاریب ۷/۱۴۷ وفیات الاعیان ۵/۱۷۰ میزان الاعتدال فی نقد الرجال ۳/۱۵۲ ۵۹ ابن کثیر۔ البدایۃ والنہایۃ ۱۲/۲۱۹۔

زمخشری کو اعتزال کے باب میں اتنا تشدد تھا کہ وہ خانہ کعبہ کے دروازے کی زنجیر پکڑ کر کہتے تھے "میں معتزلی شیخ ہوں، ہے کوئی جو سامنے آئے۔"[60] ماخذ سے مزید معلوم ہوتا ہے کہ فروع کے معاملہ میں وہ حنفی تھے البتہ اصول کے باب میں معتزلی تھے۔[61] ابن الاہدل کہتے ہیں کہ ان کا شمار احناف کے ائمہ میں ہوتا ہے۔ البتہ عقیدتاً وہ معتزلی تھے۔[62]

ان کی حنفی مسلک سے وابستگی دو چیزوں سے واضح ہے۔ ایک تو یہ کہ انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کے مناقب میں ایک کتاب لکھی جس کا نام "شقائق النعمان فی حقائق النعمان" رکھا۔[63] دوسرے انہوں نے اپنی کتابوں کو امام ابوحنیفہؒ کے مزار پر وقف کر کے وہیں منتقل کر دیا۔[64] لیکن ایک شعر کی وجہ سے جسے زمخشری نے اپنی کتاب "الفائق فی غریب الحدیث" میں نقل کیا ہے۔ ان کے مسلک کے بارے میں شبہ پیدا ہوتا ہے۔ ؎

اذا سئلوا عن مذهبی لم ابح به
واکتمه کتمانه لی أسلم

زمخشری کے بارے میں اہل علم کے خیالات

زمخشری کے بارے میں بعض اہل علم کے تاثرات و آراء کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے

یاقوت الحموی نے ان کے متعلق لکھا ہے "وہ فن تفسیر و حدیث اور عربی زبان و ادب کے امام تھے ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا اور غیر معمولی قدر و منزلت کے مالک تھے اور بیک وقت انہیں مختلف علوم و فنون میں مہارت حاصل تھی۔[65] ابن خلکان نے بھی کچھ اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں "تفسیر، حدیث، نحو، زبان و ادب اور علم بیان کے عظیم ماہر تھے۔ وہ اپنے عہد کے امام تھے۔ دور دراز سے مختلف علوم و فنون کے حصول کے لیے تشنگان علم ان کے پاس آتے تھے"[66] القفطی نے یہ لکھا ہے "ادب، نحو اور لغت میں ان کا علم ضرب المثل کی حیثیت رکھتا تھا۔ وہ علم و ادب کے علامہ اور انساب عرب کے بہت بڑے ماہر تھے[67]

---

[60] السیوطی۔ طبقات المفسرین ص۴۱۔ [61] ابن الجوزی۔ المختصر فی اخبار البشر ۱۶/۳۔

[62] ابن العماد الحنبلی۔ شذرات الذهب ۱۲۱/۴۔ بیروت۔ [63] ارشاد الاریب ۱۵۱/۷

[64] استجازہ الحافظ السلفی الشیخ الزمخشری۔ مجلد المجمع العلمی العراقی ۱۲۸/۲۳۔ ۱۲۹

[65] ارشاد الاریب ۱۴۷/۷ [66] وفیات الاعیان ۱۶۷/۵

[67] انباہ الرواۃ ۱۶۵/۳۔ ۲۶۶۔

سیوطی کا یہ بیان ہے "ان کا علم بہت وسیع تھا، بڑے صاحب فضل تھے۔ ذکاوت و فطانت میں بے مثال تھے اور ہر علم و فن میں لاجواب تھے۔" [۶۸] الذہبی کا یہ خیال ہے "بلاغت، عربی زبان و ادب، معانی، بیان اور شعر گوئی میں یکتائے روزگار تھے۔" [۶۹] ابن حجر نے یہ لکھا ہے "بلاشبہ زمخشری کو بلاغت کے مختلف پہلوؤں پر قدرت حاصل تھی اور زبان و بیان پر انہیں ملکہ حاصل تھا۔" [۷۰] فیروز آبادی کا یہ بیان ہے "یہ بات مسلم ہے کہ زمخشری عربی زبان، نحو اور بیان کے عظیم عالم تھے۔" [۷۱] الزبیدی یہ کہتے ہیں "وہ علامہ دہر تھے۔" [۷۲] الیافعی کا یہ خیال ہے "وہ مختلف علوم و فنون میں امام عصر تھے۔" [۷۳] القزوینی یہ لکھتے ہیں "وہ عربی زبان و ادب اور علم بیان کے ماہر تھے، وہ مختلف قابل تعریف کتابوں کے مصنف ہیں، الفاظ و معانی میں ایجاز کے ساتھ ساتھ وہ فصاحت و بلاغت ان کے یہاں پائی جاتی ہے کہ جس کی مثال کسی اور کے یہاں نہیں ملتی ہے۔ ان کی عبارت میں کسی ایک حرف کی کمی بیشی کی جائے تو یہ نقص واضح ہو جائے گا۔" [۷۴] یوسف بن تغری بردی یہ کہتے ہیں "وہ اپنے عہد کے عدیم النظیر عالم، بے مثال شخصیت اور عظیم الشان امام تھے۔" [۷۵] طاش کبری زادہ نے یہ لکھا ہے "علم اعراب، عربی زبان و ادب اور علم معانی و بیان میں دنیا انہیں امام تسلیم کرتی۔ وہ ظاہر و باطن میں نہایت پاکباز اور حسن طینت تھے، علم و فضل میں نادر روزگار تھے۔ ذکاوت و فطانت میں بحر ذخار تھے اور مختلف علوم میں ملکہ حاصل تھا۔" [۷۶] ابن الاثیر الجزری کا یہ بیان ہے "عربی زبان و ادب میں ان کی مثال پیش کی جاتی۔" [۷۷] ابن ابی الوفاء نے بھی ایسا ہی لکھا ہے "امام کبیر کی زبان و ادب میں مثال دی جاتی۔" [۷۸]

جاری ہے۔

[۶۸] بغیۃ الوعاۃ ۲/۲۸۰ [۶۹] سیر اعلام النبلاء ۲۰/ ۱۵۱-۱۵۶

[۷۰] ابن حجر عسقلانی۔ لسان المیزان ۶/۴ حیدر آباد دکن ۱۳۳۱ھ

[۷۱] محمد بن یعقوب فیروز آبادی۔ البلغۃ فی تاریخ ائمۃ اللغۃ ص۲۵۶۔ دمشق ۱۳۹۲ھ

[۷۲] الزبیدی۔ تاج العروس من جواہر القاموس ۳/۲۲۲ بیروت

[۷۳] مرآۃ الجنان ۳/۲۶۹ [۷۴] القزوینی۔ زکریا بن محمد۔ آثار البلاد و اخبار العباد ص۵۳۳ بیروت ۱۳۸۹ھ [۷۵] ابن تغری بردی۔ النجوم الظاہرۃ ۵/۲۷۴۔ دار الکتب المصریۃ۔ مصر [۷۶] مفتاح السعادۃ ۲/۱۹۷

[۷۷] ابن الاثیر الجزری۔ اللباب فی تہذیب الانساب ۲/۷۴۔ دار صادر بیروت۔

[۷۸] ابن ابی الوفاء القرشی۔ الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ ۲/۱۶۰

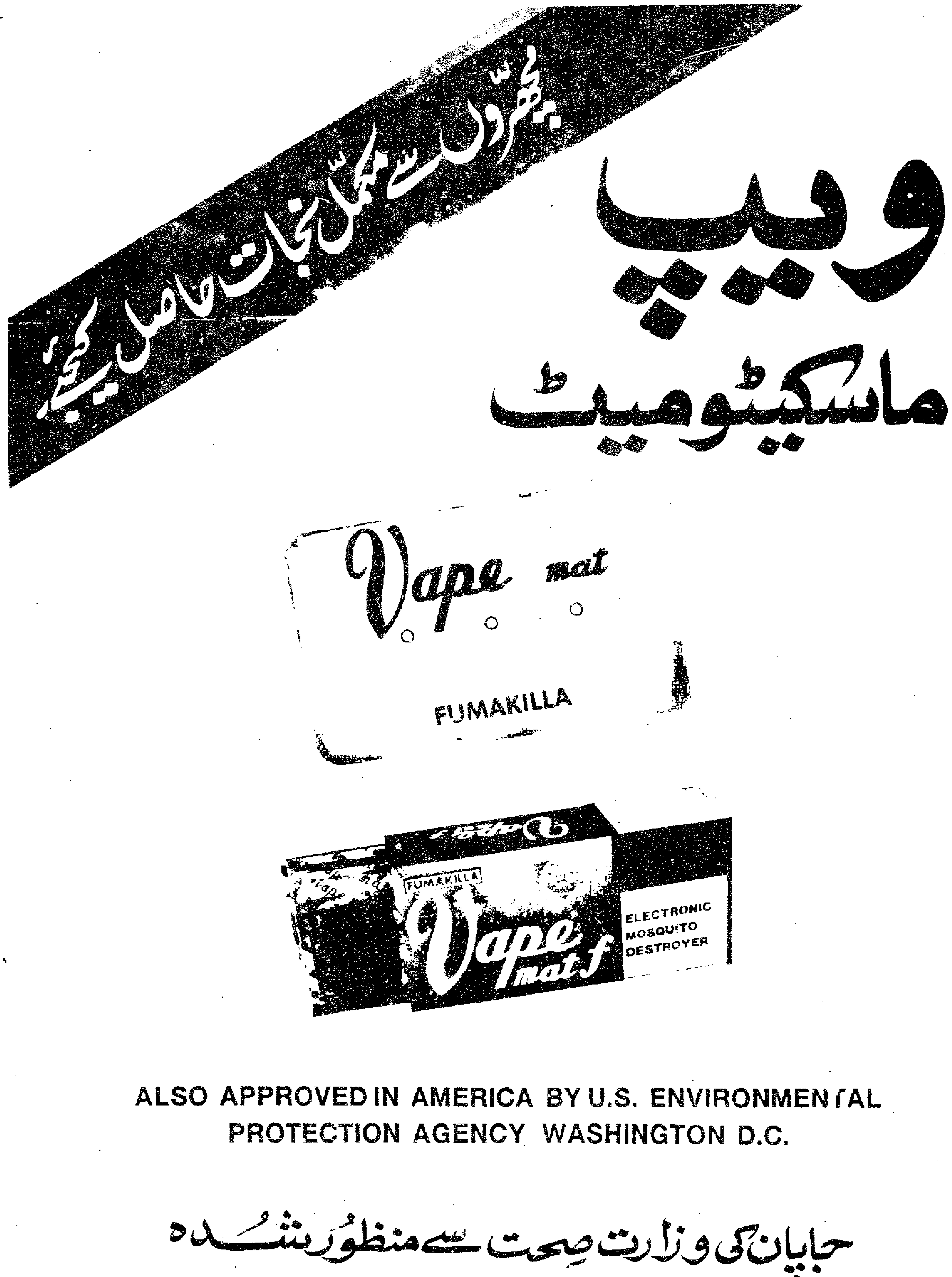
مچھروں سے مکمل نجات حاصل کیجئے
ویپ
ماسکیٹو میٹ
Vape mat
FUMAKILLA
FUMAKILLA
Vape mat f
ELECTRONIC MOSQUITO DESTROYER
ALSO APPROVED IN AMERICA BY U.S. ENVIRONMENTAL PROTECTION AGENCY WASHINGTON D.C.
جاپان کی وزارت صحت سے منظور شدہ

The First Name in Bicycles, brings ANOTHER FIRST

SOHRAB VIP SPORTS

Sohrab, the leading national bicycle makers now introduce the last word in style, in elegance, in comfort... absolutely the last word in bicycles.

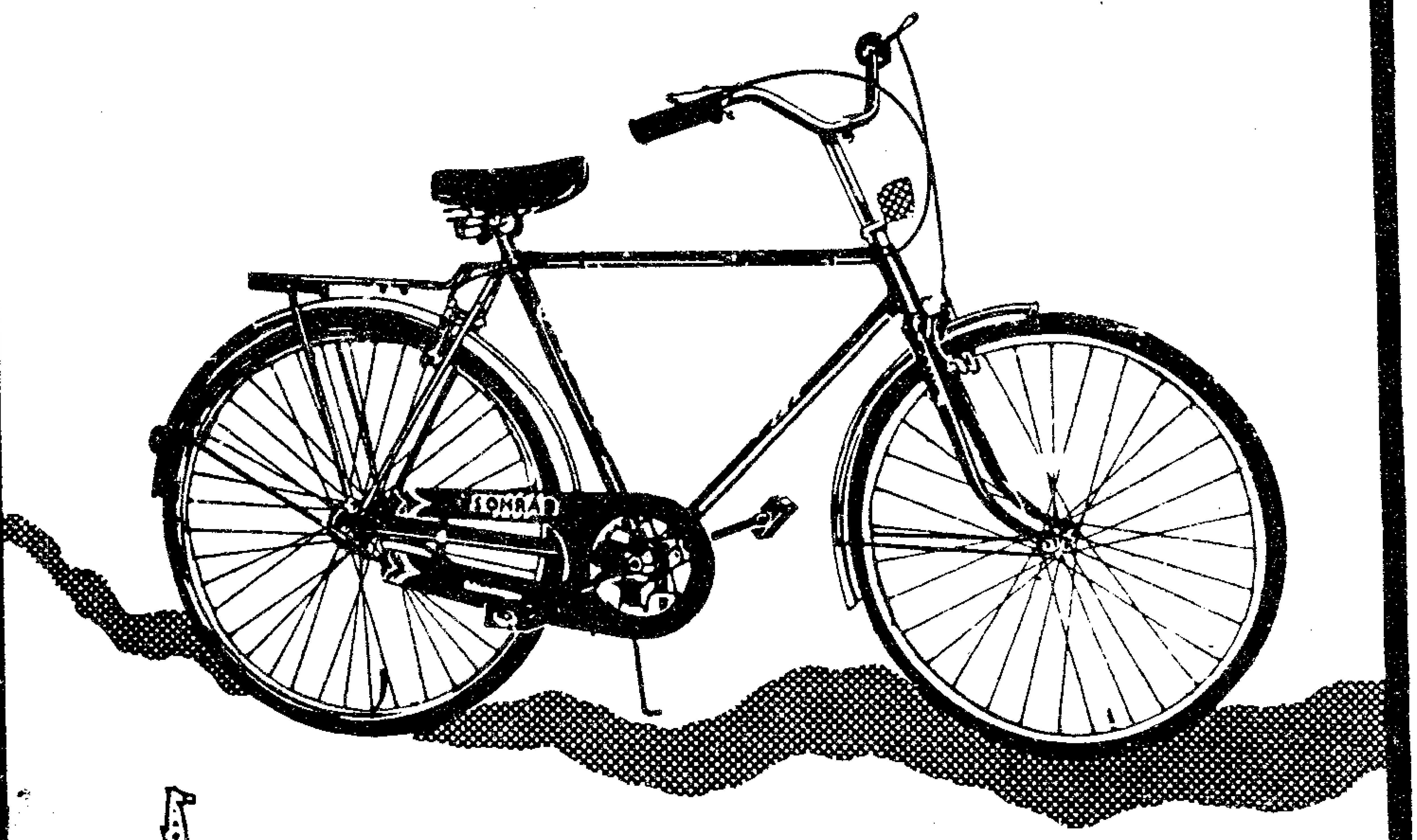

PAKISTAN CYCLE INDUSTRIAL COOPERATIVE SOCIETY LIMITED

National House, 47 Shahrah-e-Quaid-e-Azam, Lahore, Pakistan.
Tel: 7321026-8 (3 Lines). Telex: 44742 CYCLE PK. Fax: 7235143. Cable: BIKE